RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

امام مالکؒ کا ”الموطا“ میں اصولِ اخذ و تحدیث کا منہج

Imam Malik's method of adopting the principle of hadith in Al-Mawtah

AUTHORS

1. *Dr. Hafiz Masood Qasim, Department of Islamic Studies, University of Agriculture Faisalabad.*
   Email: hafizqasim@uaf.edu.pk
   orcid id: https://orcid.org/0000-0001-9370-2551
2. *Dr. Abdul Ghaffar, Assistant Professor, University of Okara.*
   Email: aghaffar488@gmail.com
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-5210-6515

How to Cite: Qasim, Dr. Hafiz Masood, and Dr. Abdul Ghaffar. 2021. “امام مالکؒ کا”الموطا“ میں اصولِ اخذوتحدیث کا منہج”. *Rahatulquloob* 5 (1), 95-108. https://doi.org/10.51411/rahat.5.1.2021/282.

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/282

Vol. 5, No.1 || January–June 2021 || URDU-Page. 95-108

Published online: 03-03-2021

QR. Code

امام مالکؒ کا "الموطا" میں اصولِ اخذ و تحدیث کا منہج

Imam Malik's method of adopting the principle of hadith in Al-Mawtah

[1]مسعود قاسم، [2]عبد الغفار

ABSTRACT:

Allah Almighty has created man and also guided for him the way to which he will lead. This leading guidance has been substantiated in two categories: Quran and Hadith. Whereas Quran is the Divine word of Allah Almighty, hadith is the practical implementation of the life of Holy Prophet SAW. The compilation of hadith has been started since the life of Holy Prophet SAW. Various companions of Holy Prophet SAW played their pivotal role to compile this sacred segment of Divine revelation. Among those companions: Hazrat Abu Hurairah R.A., Hazrat Ayesha, Hazrat Abdullah bin Umer, Hazrat Abdullah bin Masood R.A. are the prominent fiqures who compiled their own scriptures of Hadith. Like other companions of Holy Prophet SAW, This tradition continued among the descendants of Abdullah bin Umer R.A; Imam Zuhri and after him, his pupil, Imam Malik bin Anas. In the evolution of compilation of hadith, Imam Malik is one of the first compilers of hadith who compiled his book "Muwatta" This very book contains Musnad hadith, Fqhi Issues and the derived issues from these hadith(s) in abundance. Having the nearest era to the age of Holy Prophet and companions of Holy Prophet SAW, this very book is also titled as the authentic one. The present research paper will highlight various components of Muwatta in comprehensive way with detailed connotations.

Key words: contents of Muwatta, Narrators, Fiqhi Manhaj.

علم حدیث ایک جامع علم ہے جو ہر لحاظ سے اپنے اندر جامع مباحث رکھتا ہے۔ علم حدیث نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی الٰہی کی میراث ہے جسے محدثین صحابہ کرام، تابعین و دیگر محدثین اور علماء حدیث نے نہایت عرق ریزی سے ایک تناور درخت کی حیثیت دی۔ یہ علم حضور ﷺ سے حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین و دیگر محدثین تک کس طرح پہنچا، یہ طریقہ اخذ و تحدیث کہلاتا ہے۔ ائمہ حدیث نے اپنے اساتذہ سے جس طریقے سے علم حدیث حاصل کیا "اخذ" کہلاتا ہے جبکہ اساتذہ نے اپنے شاگردوں کو جسطرح یہ علم سکھایا یا منتقل کیا "تحدیث" کہلاتا ہے۔ "اخذ حدیث" کے آٹھ ذرائع ہیں جنھیں صیغہ ہائے ادائے حدیث بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ صیغہ جات ہیں جو حدیث کے احوال کی منظر کشی کرتے ہیں کیونکہ ایک ہی شخص بیک وقت مودّی (استاد) بھی ہو سکتا ہے اور شاگرد بھی۔ اس کیفیت میں اگر ادائے حدیث کا اعتبار کیا جائے تو متحمّل (شاگرد) مودّی (استاد) کہلاتا ہے اور اگر تحمل یعنی حصول حدیث کے اعتبار سے کیا جائے تو یہی مودّی "متحمل" کہلاتا ہے۔ مثلاً امام شافعیؒ اگر امام مالکؒ سے احادیث حاصل کریں تو اس صورت میں امام شافعیؒ متحمّل (شاگرد) ہوں گے اور امام مالکؒ مودّی (استاد) اگر امام شافعیؒ یہ حاصل (اخذ) شدہ روایات (احادیث) امام احمدؒ کو سنائیں تو اس صورت میں امام شافعیؒ (مودّی) کہلائیں گے اور امام احمدؒ متحمّل (تلمیذ) کہلائیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام شافعی ایک اعتبار سے شاگرد ہوئے اور دوسرے اعتبار سے استاد یعنی متحمّل بھی ہوئے اور مودّی بھی ہوئے۔

اخذ و تحدیث کے عمل میں محدّثین (اساتذہ) اوران کے تلامذہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ان دونوں اطراف میں اصول حدیث کے علماء نے عمیق نظری سے تحمل حدیث کے طرق اور ان کے مراتب و درجات پر ادائے حدیث کے طرق متعین فرمادیے۔طوالت کی غرض سے جن سے سلبِ تحریر کیا جاتا ہے۔موطا امام مالک میں غور و فکر کرنے اور اس پر علماء کے مختلف کام پر مراجعت کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کے مشمولات سات اقسام میں تقسیم کیے جاتے ہیں:

القسم الاوّل: مرفوع احادیث:

اس قسم میں وہ احادیث ہیں جو حضور اکرم ﷺ تک متصل سند کے ساتھ مروی ہیں اور سلسلہ سند امام مالک سے لے کر نبی ﷺ تک متصل رہتا ہے۔علوم الحدیث کے میدان میں ایسی احادیث مرفوع احادیث کہلاتی ہیں۔اکثر ائمہ نقاد کا یہ خیال ہے کہ موطا کے اس قسم کے مشمولات سب کے سب مقبول ہیں اور ان پر کوئی طعن نہیں ہے۔اس کی تائید میں یہی بات کافی ہے کہ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور اصحاب السنن نے موطا میں موجود تمام احادیث مسند کو موطا کے رواۃ کے واسطہ سے امام مالک سے روایت کیا ہے۔اصح الاسانید کے بارے میں حافظ ابن الصلاحؒ امام بخاریؒ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:"أصح الاسانید کلها: مالك عن نافع عن ابن عمر"۔اسی لیے امام بخاریؒ جب امام مالک سے کوئی حدیث پاتے ہیں، تو اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، یہاں تک کہ امام بخاری حدیثِ مالک تک پہنچنے کا تکلف کرتے ہیں اگرچہ بعید سند سے ہی کیوں نہ ہو۔غور کیجیے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں "عن عبدالله بن محمد بن اسماء عن عمه جویرة بن اسماء عن مالك" روایت کیا ہے۔[1]

ایسے ہی امام بخاری نے "حدثنا اسماعیل قال: حدثنی مالك عن اسحاق بن عبدالله بن ابی طلحة" روایت کیا[2]۔اور ایسے ہی آپ نے "حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن عبد اللہ بن دینار" روایت کیا۔[3]

القسم الثانی:

ایسی احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے مرسل سندوں کے ساتھ روایت کی ہوئی ہیں، یہ ایسی احادیث ہیں جن میں صحابہ سے روایت کرنے والا کہتا ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے یوں کہا یا یوں کیا، اور وہ اس قول و فعل کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے والے صحابی کے نام کی طرف منسوب کرنے کی وضاحت نہیں کرتا۔ جن احادیث کو تابعین نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں یہ محققین کے نزدیک محل نظر ہیں۔حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں:"اعلم ان حکم المرسل حکم الحدیث الضعیف إلا أن یصح مخرجه بمجیئه من وجه اخر، ولهذا احتج الشافعی رضی الله عنه بمرسلات سعید ابن مسیب رضی الله عنهما، فانها وجدت مسانید من وجوه اُخر ولا یختص ذلك عنده بإرسال ابن المسیب۔"[4]

مرسل کا حکم ضعیف حدیث کا حکم ہے مگر یہ کہ اس کا مخرج کسی دوسرے طریق سے آنے سے صحیح ہو جائے، اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن مسیبؒ کی مرسلات کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ابن صلاحؒ مزید لکھتے ہیں:"وفی صدر صحیح مسلم: المرسل فی اصل قولنا وقول اهل العلم بالاخبار لیس بحجة۔وابن عبدالبر حافظ المغرب ممن حکی ذلك عن جماعة اصحاب الحدیث

والاحتجاج به مذهب مالك وأبي حنيفه اصحابهما رحمهم الله"[5]۔اور صحیح مسلم کے شروع میں ہے کہ ہمارے اصل قول میں اور احادیث کا علم رکھنے والوں کے قول میں مرسل حدیث حجت نہیں ہے۔اور حافظ اھل مغرب حافظ ابن عبد البر ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے یہ بات اصحاب الحدیث کی ایک جماعت سے حکایت کی ہے۔المرسل کو قابل حجت سمجھنا مالک اور ابو حنیفہؒ اور ان دونوں کے اصحاب رحمھم اللہ کا مذھب ہے۔حافظ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں:

"المرسل:فان هذاالاسم اوقعوه بإجماع على حديث التابعي الكبير عن النبي ﷺ مثل إن يقول عبيد الله بن عدى بن الخيار، او ابوامامة ابن سهل بن حنيف، عبدالله بن عامر بن ربيعة ومن كان مثلهم قال رسول الله ﷺ"[6]

محدثین نے بالاجماع تابعی کبیر کی حدیث کو جو وہ نبی ﷺ سے روایت کرے، مرسل کا نام دیا ہے: جیسے عبید اللہ بن عدی بن خیار، یا ابو امامہ ابن سہل بن حنیفؒ، یا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہؒ اور ان جیسے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ابن عبد البرؒ مزید لکھتے ہیں کہ "جو ان سے کم تر ہیں جیسے سعید بن مسیب، سالم بن عبد اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمان، قاسم بن محمد اور جو ان جیسے ہیں۔اور ایسے ہی علقمہ بن قیس، مسروق بن اجدع، حسن (بصری)، ابن سیرین، شعبی، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیھم اور ان تمام تابعین میں سے جو ان جیسے ہوں جن کی صحابہ کی جماعت سے ملاقات اور ان سے مجالست کرنا صحیح ثابت ہے (ان کی نبی ﷺ سے روایت کرنا) اہل علم کے ہاں مرسل حدیث کہلاتا ہے"۔[7]

جو لوگ ثقہ تابعین کی مرسل حدیث کو قابل حجت خیال کرتے ہی، وہ اسے صحیح حدیث کی اقسام میں سے خیال کرتے ہیں۔یہ مذھب امام مالک کا اور آپ کے مشائخ کا اور آپ کے بعد آپ کے مذھب کے محققین کا ہے۔ابو حنیفہ اور ابن جریر طبری وغیر ھم کا ہے۔حافظ ابن عبد البرؒ نقل کرتے ہیں کہ تمام تابعین کا مرسل کو قبول کرنے پر اجماع ہے اور ان میں سے کسی سے اس کا انکار ثابت نہیں ہے، ان کے بعد دوسری صدی آخر تک کسی امام اس کا انکار ثابت نہیں ہے[8] اور جو مرسل کو قبول نہیں کرتے، انہوں نے اسے صحیح سے کم درجہ شمار کیا ہے جیسا کہ امام شافعیؒ اور جمہور اہل حدیث کا مذھب ہے۔

"الموطا" کی اکثر مراسیل کی غیر موطا میں صحیح اسناد ثابت ہیں" اسی لیے یحیٰ بن سعید قطانؒ کہتے ہیں کہ امام مالک کی مراسیل مجھے اوراوروں کی مراسیل سے زیادہ محبوب ہیں۔کیونکہ امام مالک کسے زیادہ صحیح احادیث روایت کرنے والا قوم میں کوئی شخص نہیں ہے۔[9]

القسم الثالث:

ایسی احادیث جن کی سند میں کوئی ایک راوی ساقط ہو، اسے "المنقطع" کہا جاتا ہے۔قاضی عیاضؒ نے واضح کیا ہے کہ "الموطا" کی احادیث منقطعہ کا مخرج معلوم ہے۔اور غیر موطا میں ان (منقطعات) کی اسناد صحیح ثابت ہیں۔ قاضیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے "الموطا" میں جس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے، اسے آپ نے ابن مسعودؓ کے علاوہ کسی اور سے مرسل روایت کیا۔اسے آپ نے عبد الرحمان بن مہدیؒ سے روایت کیا ہے[10]۔ قاضی عیاضؒ کا مقصد یہ ہے کہ امام مالک نے جسے مرسل روایت کیا، وہ منقطع نہیں ہے۔

القسم الرابع:

جن احادیث کی سند میں امام مالکؒ صحابی کے ذکر تک پہنچے ہیں، اور اس میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ صحابی نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ

سے سنی ہے، اس قسم کو موقوف حدیث کا نام دیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ موقوف حدیث ایسی ہو جس میں صحابی کی رائے کا عمل دخل نہ ہو، تو یہ حدیث، حدیثِ موقوف، مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور جو موطا میں "كان يقال" "یا" يقال "واقع ہوا ہے، وہ بھی اسی سے ملحق ہے۔ جیسا کہ امام مالک کی حدیث میں آیا ہے: "أنه بلغه" ، "أنه كان يقال" : ((ألحمد لله الذى خلق كل شيء كما ينبغي ، الذى لا يعمل شيء اناه وقدره، حسبي الله وكفى، سمع الله لمن دعا، ليس وراء الله مرمى))وعن مالك انه بلغه انه كان يقال:((ان احدا لن يموت حتى يستكمل رزقه؛ فاجملوا فى الطلب))[11]۔

حافظ ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ "امام ابن سیرین جب "كان يقال" کہتے تو انہیں اس میں کوئی شک نہ رہتا کہ یہ نبی ﷺ سے منقول ہے، اور امام مالک بھی ایسے ہی تھے"[12]۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لفظ "كانوا يفعلون" یا اس جیسے دیگر صیغے اثبات سنت کے لیے ہوتے ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں یہ ثابت شدہ بات ہے، کیونکہ یہ (صیغہ) اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے کسی معین عالم کے ساتھ خاص نہ کیا جائے۔ پس یہ دلالت کرتا ہے کہ یہ ان صیغوں میں سے ہے جس میں لوگ مشترک ہیں اور یہ صرف شائع وذائع سنن میں ہوتا ہے، خاص کر جب روایت شدہ محفوظ کلام ہو، اس میں کمی وزیادتی نہیں کی جاسکتی۔[13]

القسم الخامس:

البلاغیات سے مراد امام مالکؒ کا یہ فرمانا ہے: بلغني أن رسول الله ﷺ قال۔ "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"۔ حافظ ابن عبد البرؒ نے ایسی بلاغیات کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی صحیح اسناد کے ساتھ تخریج کر دی ہے، ان سے صرف چار بلاغیات شاذ ہیں جن کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ ان کا ذکر موطا کے سوا علماء کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ امام مالک کے سوا کسی نے انہیں روایت نہیں کیا۔ یہ بلاغیات صرف امام مالک سے متعارف ہیں۔ موطا کے سوا کسی اور کتاب میں یہ مسند یا غیر مسند کسی طرح موجود نہیں ہیں۔[14]

ان کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"لا توجَد موصولة بعدالبحث الشديد"[15]۔ "بحث شدید کے بعد بھی ان کا موصول ہونا موجود نہیں ہے"۔

ان بلاغیات کے بارے حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں: والقول الفصل عندى فى ذلك كله: ماانا ذاكره، وهو أن هذه الاحاديث الأربعة لم ترد بهذا الفظ المذكور فى الموطأ الافى الموطأ، ولا ورد ما هو فى معنى واحد منها بتمامه فى غير الموطا إلا حديث: (اذا انشات بحرية)من وجه لايثبت، والثلاثة الأُخر: واحدوهوحديث ليلة القدر، وردبعض معناه من وجه غيرصحيح، واثنان منها: ورد بعض معناهما من وجه جيد، احدهما صحيح ، وهو حديث النسيان، ولأخر حسن، وهو حديث وصية معاذ رضى الله عنه۔[16]

ترجمہ: میرے ہاں ان تمام کے بارے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ یہ چاروں احادیث جو ان مذکورہ الفاظ سے موطا میں وارد ہوئی ہیں، یہ صرف موطا میں ہیں۔ ان (چاروں) میں سے کسی ایک حدیث کے مفہوم کی بھی کوئی حدیث غیر موطا میں وارد نہیں ہوئی، مگر ایک حدیث: "اذا انشات بحرية" جو غیر ثابت شدہ سند سے آئی ہے۔ اور دیگر تین میں سے ایک حدیث لیلۃ القدر ہے، اس کا کچھ مفہوم غیر صحیح سند سے وارد ہوا ہے اور دیگر دو مفہوم جید سند کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ ان دو میں سے ایک صحیح ہے اور وہ حدیث نسیان ہے، اور دوسری حسن ہے اور

وہ معاذ رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنے کی حدیث ہے۔

متذکرہ بالا بلاغیات اربعہ درج ذیل ہیں:

بلاغ نمبر 1: مالکؒ کو یہ حدیث پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انی لأنسیٰ او اُنسی لأسن)[17]

بلاغ نمبر 2: مالک کو یہ حدیث پہنچی کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: (اذا أنشات بحرية ثم تشاء مت فتلك عين غديقة)[18]

بلاغ نمبر 3: مالک نے اپنے ہاں ثقہ اہل علم شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے پہلے لوگوں کی عمریں، یا اس میں جو اللہ نے چاہا، آپ کو دکھایا گیا، تو گویا آپ نے اپنی امت کی عمروں کو کم خیال کیا کہ یہ (آپ کے امتی) اتنے اعمال نہیں کر سکیں گے جتنے آپ کی امت کے علاوہ اور لوگوں نے طویل عمروں میں کیے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہزار مہینوں سے بہتر "لیلة القدر" عطا فرمادی۔[19]

بلاغ نمبر 4: امام مالک نے کہا کہ معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ آخری چیز جس کی رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس وقت وصیت فرمائی جب میں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا، آپ نے فرمایا (أحسن خُلقك للناس يا معاذ ابن جبل)[20]

القسم السادس: صحابہ اور فقہائے تابعین کے اقوال:

خلفائے راشدینؓ اور صحابہ و تابعین میں سے جن اہل فقہ و ثقاہت ائمہ اسلام کے علم و حکم میں سے کوئی چیز امام مالک کے ہاں صحیح ہے، آپ نے اسے صحیح ثابت کیا، کیونکہ آپ کا مقصد علم شریعت کو بیان کرنا ہے۔ اور علم شریعت نبی ﷺ کے صحیح ثابت شدہ اقوال و افعال میں منحصر نہیں ہے، کیونکہ آپ سے ہدایت یافتہ آپ کے صحابہ کرامؓ نے اپنے قضایا و فتاوی میں رسول اللہ ﷺ کے ان تصرفات کا مشاہدہ کیا جن میں آپ ان کے قائد و رائد تھے۔ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر قضاء و فتوٰی کی طرف سبقت نہیں کیا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین اور ان کے اشباہ کو لے لیجئے، ان میں سے جو شخص دین میں ایسی کتاب بنانے کے درپے ہوتا جس میں وہ صرف رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ قول و عمل پر اقتضاء کرتا، وہ مصادر فقہ کے وسیع سرچشمہ سے اعراض کر بیٹھتا۔ ان (مصادر فقہ) سے جو کچھ امام مالک نے "الموطا" میں ثبت کیا، اگر یہ نہ ہوتا تو صحابہؓ و تابعینؒ کے علم کا بیش بہا حصہ ضائع ہو جاتا۔ اور امام مالک کے بعد آنے والے ان (صحابہؓ و تابعین) کے تفقہ اور فقہی مسالک میں غور و فکر سے محروم ہو جاتے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں امام مالک کے اس طریقہ کار کی کچھ نہ کچھ ضرور پیروی کی ہے۔ ایسے ہی امام ترمذیؒ نے اپنی الجامع کے بعض مقامات پر اس طریقِ کار کی پیروی کی ہے۔

القسم السابع:

اس میں امام مالکؒ کے ان مسائل کا ذکر ہے جنہیں آپ نے عمل یا قیاس یا شریعت کے قواعد پر مستند فقہ سے مستنبط کیا ہے۔ چھٹی اور ساتویں قسم سے امام مالک کا مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا یا جو کچھ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و راہنمائی سے سمجھا، یا جو کچھ انہوں نے آپ کے سامنے کیا اور آپ نے اسے برقرار رکھا، اور ایسے ہی فقہائے مدینہ نے بلدُ السنّہ میں صحابہ کرام کے ھدایت و عمل سے جو کچھ حاصل کیا، یہ دونوں (چھٹی اور ساتویں) قسمیں ان (تمام) کا چراغدان بن جائیں۔ جو مسلمانان دین اسلام کو سمجھنے کے لیے حق کی تلاش اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے، اس کے لیے موطا میں ہدایت پہ سارا سامان مکمل موجود ہے۔

اس کے سوا الموطا کے جو مشمولات و محتویات ہیں، ان سے کتب صحاح میں سے کوئی کتاب خالی نہیں ہے۔ بلکہ ہم صحیح بخاری میں بعض ایسی چیزیں پاتے ہیں جو الموطا میں موجود حدیث سے بعید تر ہیں۔ جیسے مفردات قرآن کی تفسیر، اور بعض ابواب میں مفرداتِ لغویۃ کی تفسیر، اور قرآن کے معانی کے بارے میں مفسرین کے اقوال کا ذکر ہے۔

طبقات اصحاب مالک:

مالکی مذھب کے پیروکار اپنی فکر کو اتنا مستند خیال کرتے ہیں کہ کبار محدثین کو بھی اصحاب مالک کے رواۃ کے برابر مقام حاصل نہیں۔ بلکہ اگر ایک مسئلے پر اگر مالکی و حنبلی و حنفی و شافعی رواۃ میں روایت کرنے میں ظاہری تضاد ہو تو ترجیح کا تعین صرف اصحاب مالک کو ہی ملتا ہے۔ اس کی تائید حافظ ابن قیمؒ نے یوں کی ہے: "أن اصحاب مالك كانوا من الائمه؛ كالاوزاعي اوعبد الرحمان بن مهدي او عبد الرزاق او عبد المجيد بن عبد العزيز او عبد الله بن المبارك اوعبدالله بن عثمان ((الملقب بعبدان)) او ابو يوسف القاضي او محمد بن الحسن الشيباني او الضحاك بن مخلد اوهشام بن عمار او يحيى بن سعيد او يونس بن يزيد ، ومن مثل هٰولاء اودونهم: خلاف ما رواه الائمة الملازمون لمالك والخلص من تلاميذه: كابن القاسم وابن وهب وعبدالله بن نافع وابو مصعب وابن عبدالحكم؛ لم يلتفتوا الى روايتهم، وعدوها رواية شاذة"[21]۔ یہ اصول امام مالک کے مذھب کی پیروکاری، اس سے التزام اور زیادہ تیقن کی وجہ سے بنایا گیا اور مذھب مالک کی پیروکاری اس حوالے سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ حتیٰ کہ مذھب مالک کے اصحاب الرواۃ کے خلاف روایت کو معتبر بھی خیال نہیں کیا جاتا۔

موطا کی اسناد: مرفوع اسناد:

امام مالکؒ موطا میں مندرجہ ذیل اسناد کے ساتھ حدیث روایت کی ہے۔

عبداللہؓ بن عمرؓ کی حدیث:

آپ کی روایت غالب طور پر "نافع عن ابن عمر، یاعبدالله بن دينار عن ابن عمر" سے مروی ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھار "ابن عمر عن عمر" یا "عبدالله بن عبدالله بن جبر ابن عتيك عن ابن عمر عن النبی ﷺ" سے ہوتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی حدیث:

وہ روایت جو موطا میں حضرت عائشہؓ کی وساطت سے ہوتی ہے وہ غالب طور پر "ابن شهاب عن عروة" یا "عن القاسم عن عائشه" یا "عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشه" یا "عن عبدالرحمان بن القاسم عن ابيه عن عائشه" یا "عن عبدالرحمان بن القاسم عن ابيه عن عائشه" یا "عن يحيى ابن سعيد عن عمرة عن عائشه" یا "عن ابی الرجال عن امه عن عمرة عن عائشه: سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو ھریرۃؓ مروی حدیث:

موطا میں حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی روایات کی مندرجہ ذیل اسناد ہیں: امام صاحب غالب طور پر "ابو الزنادعن الاعرج عنه" یا" عن العلاء بن عبدالرحمان عن ابيه عن ابی هريرة" یا "عن ابن شهاب عن سعيد بن مسيب عن ابی هريرة" یا "عن ابن شهاب عن ابی

سلمة عن ابی ھریرة" یا "عن ابن شهاب عن ابی بكر بن عبد الرحمان بن الحارث بن هشام عن ابی ھریرة" یا "عن یحی بن سعید بن المسیب عن ابی ھریرة" یا "عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی ھریرة" یا "عن سمی بن ابی صالح عن ابی ھریرة" اور "عن سعید بن ابی سعید عن ابیه عن ابی ھریرة" سے ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی احادیث:

اس کی اسناد "عن ابن شهاب عن انس" یا "عن ربیعة بن ابی عبدالرحمان عن انس" یا "عن اسحاق بن ابی طلحة عن انس" یا "عن حمید الطویل عن انس" یا "عن عبدالله بن ابی بکر عن انس" یا "عن عمرو مولی المطلب عن انس" یا "عن محمد بن ابی بکر الثقفی عن انس" یا "عن شریك بن شریك بن عبدالله بن ابی نمر عن انس عن رسول اللهﷺ" ہیں۔

حضرت جابرؓ سے مروی حدیث:

یہ روایت "عن ابی الزبیر المکی عن جابر" یا "عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر" یا "عن وهب بن کیسان عن جابر" اور "عن محمد بن المنکدر عن جابر" ہیں۔

ابو سعید خدریؓ سے مروی روایت:

ان روایات کی اکثر اسناد "عن عمر بن یحی المازنی عن ابیه عن ابی سعید" یا "عن محمد بن یحیی بن حبان عن ابی سعید" یا "عن نافع عن ابی سعید الخدری، ان رسول اللهﷺ قال (حدیث واحد)" ہیں۔

عمرؓ بن سلمہ ربیب رسول اللہﷺ کی حدیث:

آپ نے ایک حدیث "وهب بن کیسان عن عمر بن ابی سلمة عن رسول اللهﷺ" کے طرق سے کی ہے۔

سہل بن سعدؓ کی حدیث:

آپ غالب طور پر "عن ابی حازم بن دینار عن سهل بن سعد" یا "عن ابن شهاب عن سهل بن سعد عن رسول اللهﷺ" کے طرق سے روایت کی ہیں۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی حدیث:

یہ احادیث اکثر طور پر "عن ابن شهاب عن عبدالله والحسن ابنی محمد بن الحنفية عن ابیهما عن علی بن ابی طالب" کی سند سے مروی ہیں۔

عبد اللہؓ بن عباسؓ کی احادیث:

یہ احادیث اکثر طور پر "عن ابن شهاب عن عبید الله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس" یا "عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس" کی سند سے مروی ہیں۔

موطا کی مرسل اسناد:

امام مالکؒ مراسیل کو روایت کرنے میں بہت معروف ہیں۔ مراسیل روایت کرنے میں امام مالک کے شیوخ کثرت میں ہیں۔ ان میں سے معروف محمد بن شہاب زھریؒ ہیں جو فقہائے سبعہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فقہائے سبعہ مندرجہ ذیل ہیں:

سعید بن مسیب، عروۃ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق، خارجہ بن زید بن ثابت، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، سلیمان بن یسار اور ابو بکر بن عبد الرحمان بن حارث بن ہشام رحمہم اللہ عنہم ہیں۔ یہ بھی معروف ہے کہ ساتویں فقیہہ سالم بن عبد اللہ بن عمر ہیں یا ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف تھے۔

موطا کی "آثار صحابہ" کی اسناد: امام مالک، صحابہ کرام سے مندرجہ ذیل اسناد سے روایت کرتے ہیں:

عمرؓ بن خطاب کے آثار:

امام مالکؒ نے عمر بن خطاب کے آثار، "عن نافع عن ابن عمر عن عمر" یا "زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر" یا "عن زید بن اسلم عن عمر" یا "عن نافع عن اسلم عن عمر" یا "عن یحیی بن سعید عن سعیدبن المسیب عن عمر" یا یحیی بن سعید عن عمر" یا "عن اسحاق بن عبداللہ عن انس عن عمر" اسناد سے مروی ہیں۔

موطا کی "فقہائے مدینہ" کی اسناد:

امام مالک نے فقہائے اھل مدینہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اسناد اختیار کی ہیں:

"عن ابن شھاب عن سعید ابن المسیب" یا "عن یحیی بن سعید عن سعید ابن المسیب" یا "عن ابن شھاب عن سالم" یا "عن ابن شھاب عن ابی بکر بن عبدالرحمان ابن ھشام" یا "عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار" یا "عن عبدالرحمان بن القاسم عن ابیہ القاسم" یا "عن یحیی ابن سعید عن ابی سلمہ" سے روایت کی ہیں۔

امام مالک کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کا تذکرہ ابھی تک غالبا نہ ہوا ہے۔ کیونکہ وہ 'قلیل الروایۃ' ہیں۔ اور ان کی اکثر روایات صرف تابعین کے اقوال کی ہیں یا تابعین کی وساطت سے مروی روایات ہیں مثلا: سالم بن ابی نضر مولی عمر بن عبید اللہ، داود بن حصین، عبد الرحمان بن حرملۃ اسلمی، یزید بن رومان، حمید بن قیس مکی، ابو الاسود محمد بن عبد الرحمان، علقمہ بن ابی علقمہ، زید بن خصیفہ، ثور بن زید دیلی، محمد بن عمر حلحلہ دیلی، موسی بن عقبہ اور محمد بن ابی مریم (رحمۃ اللہ علیھم) ہیں۔

مبحث دوم: امام مالکؒ کا الموطا میں عام فقہی منہج:

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بارے امام مالک کا اولا فقہی منہج یہ ہے کہ وہ حدیث مسند ہو، یا کسی ثقہ راوی کی مرسل ہو، بعد ازاں حضرت عمر بن خطابؓ کے فیصلوں کا درجہ ہے، اس کے بعد عبد اللہ بن عمر کے فتاوی ہیں۔ اس کے بعد تمام صحابہ اور فقہائے مدینہ کے فتاوی ہیں، جیسے: سعید بن مسیبؒ، عروۃ بن زبیرؒ اور قاسم بن محمدؒ وغیرہ ہیں۔ امام مالکؒ کا حضرت عمر بن خطاب کے فیصلوں کو اختیار کرنے کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر کی رائے عام طور پر وحی الہی کے مطابق ہوا کرتی تھی۔ اسی وجہ سے اکثر دفعہ صحابہ کرام حضرت عمر کے فیصلوں پر اجماع کر لیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ کا حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ کے عمل کو اختیار کرنے کا سبب یہ تھا کہ اکابر صحابہ نے حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کے فتنہ

میں ابن عمرؓ کی استقامت کی شہادت دی تھی اور صحابہ کرام ان کو ان تمام صحابہ سے بہتر خیال کرتے تھے جو فتنہ کے بعد باقی رہ گئے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ:

ما رایت أحدا الزم للامر الاول من عبدالله بن عمر۔[22]

میں نے کسی کو عبد اللہ بن عمرؓ سے بڑھ کر امر اول کی لازم پکڑنے والا نہیں دیکھا۔

اور جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ:

اذاسرکم ان تنظروا الی اصحاب محمدﷺلم یغیرواولم یبدلوافانظرواالی عبدالله بن عمرمامنااحد الاغیر۔[23]

"جب تم ایسے اصحاب محمد ﷺ کو دیکھنا چاہو جن میں تغیر و تبدل نہیں ہوا تو عبد اللہ بن عمرؓ کو دیکھ لو۔ ہم میں سے تو ہر شخص بدل چکا تھا۔"

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: لقد لاتینا ونحن متوافرون وما فینا شاب هواملك لنفسه من ابن عمر۔ "میں نے دیکھا جب ہم وافر تعداد میں تھے اور ہم میں سے کوئی نوجوان عبد اللہ بن عمرؓ سے زیادہ کنٹرول کرنے والا نہیں تھا۔[42]

محمد بن حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ: کان ابن عمر خیر هذه الامة "ابن عمرؓ اس امت کے بہترین شخص تھے"۔[25]

سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: رایت ابن عمر، وابا هريرة وابا سعيد وغيرهم كانوا يرون انه ليس احد منهم على الحال التي فارق عليها رسول الله غير ابن عمر[26] "میں نے ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، اور ابو سعیدؓ وغیرہ کو دیکھا، وہ خیال کیا کرتے تھے کہ ابن عمرؓ کے سوا کوئی بھی اس حالت پر نہیں ہے جس پر رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر گئے تھے"۔

ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ: لاتعدلن عن رأى ابن عمر فانه قام بعد رسول الله ستين سنة، فلم يخف عليه شيء من امر رسول اللهﷺواصحابه[27]۔ "ابن عمرؓ کی رائے کی برابری نہ کیجئے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے، آپ پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا کوئی معاملہ پوشیدہ نہیں رہا"۔

امام مالکؒ نے مدینہ کے تابعین کے اقوال اس لیے پسند کیے کہ مدینہ طیبہ کو روح البلاد اور قلب الامصار کی حیثیت حاصل ہے اور ہر زمانہ میں علماء وہاں آتے رہتے۔ اور اپنی آراء اہل مدینہ پر پیش کرتے رہے۔ کیونکہ اہل مدینہ کے ہاں ایسے منقح اور مصفٰی علوم تھے جو ان کے غیر کے ہاں نہیں تھے۔ اور امام مالک کے اکثر اساتذہ کا تعلق مدینہ طیبہ سے ہے۔[28]

المختصر یہ کہ امام مالک کا یہ اصول ہے کہ آپ حدیث نبوی سے استدلال کرتے ہیں خواہ یہ حدیث مسند ہو یا مرسل۔ اور آپ حضرت عمر فاروقؓ اور آپ کے بیٹے عبد اللہؓ کے فیصلوں سے حجت پکڑتے ہیں۔ پھر آپ مدینہ طیبہ کے صحابہ و تابعین کے فتاوٰی سے مانوس نظر آتے ہیں خواص کر جب فقہائے سبعہ وغیر ھم جب کسی چیز پر متفق ہوں۔ اس اصول کے اعتبار سے جسے آپؒ نے اپنی موطا میں پسند فرمایا ہے۔ آپ مراسیل کو موصول بنانے کے محتاج نہیں اور نہ ہی آپ صحابہ و تابعین کی موقوفات کے ماخذ کی بیان کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

موطا میں صحت روایت کی شرائط:

اہل اثر کے ہاں شروطِ صحت کے مراجع کی چھان بین کے بعد، انہیں درج ذیل تین چیزوں پر منحصر قرار دیا ہے۔

راوی کا اپنی روایت کردہ حدیث میں سچا ثابت ہونا:

اس کے تحت راوی کا عدل وضبط، بیدار مغزی اور عدم بدعت آتے ہیں۔

راوی پر عدم التباس اور عدم اشتباہ کا ثبوت:

اس میں طُرقِ تحمل حدیث میں راوی سے تدلیس و تغفیل کی نفی کی صراحت پائی جائے۔

نبی ﷺ کے زمانہ میں واقع ہونے والے امر سے، روایت شدہ حدیث کی مطابقت:

اس کے تحت متعارضات کے مابین ترجیح کے قواعد، تشابھات اور اس کی تاویل کے محامل اور نسخ اور اس جیسی دیگر چیزیں آتی ہیں۔ پھر یہ بات واضح ہے مندرجہ بالا نمبر ۱ اور نمبر ۲ کا اعتماد سند کی صحت وثقاہت پر ہے۔ اور نمبر ۳ کا اعتماد معنیٰ کی صحت پر ہے۔

یعنی مروی حدیث کی نبی ﷺ کے زمانہ میں وقوع پذیر واقعہ سے مطابقت:

امام مالکؒ میں اس کا حظِ وافر پایا جاتا تھا۔ کیونکہ آپؒ اثر کی سند صحیح ثابت ہو جانے کے بعد اسے صحابہ و تابعین (علمائے مدینہ) کے عمل قواعد شریعت اور قیاسِ جلی پر پیش کیا کرتے تھے۔ جب خبر واحد ان تین میں سے کسی ایک کے خلاف ہوتی تو خبر واحد پر عمل نہیں کرتے تھے، جیساکہ آپؒ نے خیارِ مجلس کی حدیث کی تاویل کی ہے، جب اسے اس کے اس کے ظاہر لفظ پر محمول کیا گیاہے۔ اور جب ہم اخبار موضوعہ یا اخبار ضعیفہ کو روایت کرنے کے اسباب کا احاطہ کرتے ہیں، تو ہم انہیں افتراء یا نسیان یا غلط یا ترویج یا اغراب کی شکل میں پائے جاتے ہیں۔

کذب وافتراء:

یہ ان میں سے بدترین ہے، کیونکہ اس کا اقدام کمزور دین والا یا کمزور عقل والا انسان ہی کر سکتا ہے، امام مالکؒ نے اس سے بچنے کے لیے صحتِ دین، استقامتِ فہم اور اتباع سنت میں، روایت کیلئے اپنے نقد کی شدت کا قصد کیا ہے۔ آپؒ کے بارے میں حضرت سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا: رحم الله مالکا؛ ما کان اشد انتقاده للرجل "اللہ امام مالک پر رحم کرے، وہ آدمی (راوی) پر کس قدر سخت نقد کیا کرتے تھے۔"

نسیان وغلط:

ان دونوں کے بارے میں امام مالکؒ کا مطلوب مقصود یہ ہے کہ راوی کا تعلق اہل معرفت اور اہل فقہ سے ہو۔ آپ کے بارے میں ابن وھب نے روایت کیاہے کہ مالکؒ نے فرمایا: ما کنا ناخذ الحدیث الا من الفقھاء "ہم صرف فقہاء سے حدیث لیتے ہیں"۔ اور مالکؒ نے مزید کہا: ادرکتُ بھذا البلدۃ قواما لو استسقی بھم القطر لسقوا، ما حدثتُ عن احد منھم شیئا ،لانھم کانوا الزموا انفسھم خوف الله والزھد وھذا الشان یحتاج الی رجل معه تقی و ورع وصیانة واتقان وعلم وفھم فیعلم ما یخرج من راسه وما یصل الیه غدا۔

ترجمہ: میں نے اس شہر (مدینہ طیبہ) میں ایسے لوگ پائے کہ کہ اگر ان کے ذریعہ بارش طلب کی جاتی تو ضرور (لوگوں کو) بارش مل جاتی، میں نے ان میں سے کسی سے کوئی حدیث روایت نہیں کی، کیوں کہ انہوں نے خوفِ خدا اور زھد کے سبب خود کو (ایک جگہ) لازم کر لیا تھا۔ اور یہ حالت ایسے شخص کی محتاج ہوتی ہے جس میں تقوٰی و ورع، صیانت و اتقان اور علم و فہم ہوتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کے سر (دماغ) سے کیا نکلتاہے اور کل کو اس میں کونسی چیز پہنچے گی۔[29]

غلطی سے اجتناب کرنا حفاظتِ علم سے تعلق رکھتا ہے۔ امام مالکؒ روایت بالمعنی حدیث نقل کرنے میں سختی کرتے تھے۔ آپؒ نے فرمایا: لا ینبغی للمرء أن ینقل لفظ النبی ﷺ إلا کما جاء، وأما لفظ غیره فلا باس بنقله بالمعنی۔[30]

ترجمہ: کسی شخص کیلئے لائق نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کی حدیث، آپ ﷺ کے لفظوں کے سوا نقل کرے، البتہ آپ ﷺ کے غیر کی بات کو روایت بالمعنیٰ کے ساتھ نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ترویج:

امام مالکؒ نے طُرقِ روایت میں تصنع اور تحسین سے اعراض فرمایا ہے۔ آپ بعض اہل صنع کے سامنے ابو عبید بن یاسر کی یہ بات بار بار پیش کیا کرتے تھے: اذا اخذ تم فی الساذج تکلمنا معکم، واذا اخذتم فی المنقوش قمنا عنکم۔[31]

ترجمہ: جب تم سادہ بات شروع کرو تو ہم تمھارے ساتھ کلام کریں گے، اور جب تم سجاوٹ دار باتوں میں مصروف ہو گے تو ہم تمھارے پاس سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

اسی وجہ سے آپ امام مالکؒ کو حدیث بیان کرنے کے الفاظ (اخبرنا، حدثنا وغیرهما) کی حد بندی میں تشدد سے کام لیتے ہوئے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی وضاحت کے لیے "قال رسول الله ﷺ" کا التزام کرتے ہوئے پائیں گے۔ جب آپ کے شاگردوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ کیا ہم "حدثنا" یا "اَخبرنا" کہہ لیا کریں؟ تو آپ نے ان سے کہا: "الستُ فرغت لکم نفسی، وأقمتُ لکم ذلك الحدیث وسقطه فقولوا: حدثنا واخبرنا[32]۔ "کیا میں نے خود کو تمہارے لیے فارغ نہیں کر دیا؟ اور میں نے تمہارے لیے حدیث کا نقص دور کر کے اسے درست نہیں کر دیا؟ لہٰذا تم حدثنا یا "اَخبرنا" کہو"۔ امام مالکؒ حدیث بیان کرنے کے درج ذیل الفاظ میں فرق نہیں کیا کرتے تھے۔ مثلا: محدث کہے: "انبانا" یا "اخبرنا" یا "سمعتُ" یا "عن، عن" کے ساتھ حدیث روایت کرے، یا "ان رسول الله قال" کہے۔ اسی لیے "الموطا" میں زیادہ تر احادیث مرفوعہ "أن رسول الله ﷺ" کے الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔

غریب حدیث سے فرار:

امام مالک اس سے اعراض کیا کرتے تھے، آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں شخص ہمیں غریب حدیث بیان کرتا ہے تو امام مالک نے فرمایا: من الغریب نفر۔ "ہم تو غریب سے بھاگتے ہیں"۔

ایک شخص جس نے آپ کی کتاب (الموطا) کو دیکھا ہوا تھا، اس نے آپ سے کہا: لیس فی کتابك غریب "یعنی آپ کی کتاب میں کوئی غریب حدیث نہیں ہے، تو امام مالک نے فرمایا: سررتنی "تم نے مجھے خوش کر دیا"۔

امام مالکؒ کثرتِ روایت کے حریص نہیں تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے: لیس العلم بکثرة الروایه، و انما هو نور، یقذفه الله فی قلب من یشاء[33] "کثرت روایت کا نام علم نہیں ہے، علم تو نور ہے، جس کے دل میں اللہ چاہتا ہے ڈال دیتا ہے"۔

امام مالکؒ "الموطا" میں روایت لانے کے حسب ذیل طریقہ پر گامزن ہوئے: آپ نے "الموطا" میں رسول اللہ ﷺ سے منقول اپنے ہاں بہترین صحیح احادیث، خلفائے راشدین، فقہاء صحابہ اور ان کے بعد فقہائے مدینہ کی مردیات اور جس پر ان کا عمل رہا ہے، جس کا مرجع

رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین، قضاۃِ عدل اور ائمہ و فقہ کا منقول عمل ہے، اسے ثبت کیا ہے۔ مسلمانوں کی عبادات و آداب میں ان کی ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے شرعاً پسندیدہ طریقوں پر الموطا کی باب بندی کی ہے۔ مزید براں اجتہاد کے موقعوں پر دو متعارض حکموں میں جمع و تطبیق، یا دو خبروں میں سے ایک کو ترجیح دینے، یا اجماع، یا قیاس کو مقدم کرنے، یا قواعدِ شرعیہ پر پیش کرنے میں احکام مستنبط کیے ہیں۔

نتائج:

1: امام مالک نے اخذ تحدیث کے جو صیغے اختیار کیے ہے بعد میں محدثین نے بھی انھی صیغ ادائے حدیث کو اختیار کیا ہے۔ گویا یہ کہنا بے جا نہیں ہو گا کہ امام مالک اصولِ حدیث کے بانیان میں تصور کیے جاتے ہیں۔

2: امام مالکؒ کی الموطأ کی تقسیم انتہائی عمدہ ہے، اس میں احادیث کی تقسیم سات اعتبار سے کی گئی ہے مثلا مرفوع، مراسیل، قضایا، بلاغیات وغیرہ۔ یہ تقسیم حدیث کی کسی بھی کتاب میں اس نادر تقسیم کے مماثل نہیں۔

3: امام صاحب نے جو احادیث مرفوع نقل کی ہیں ان کی اسناد اور ہر سند کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح مراسیل کی اسناد، آثارِ صحابہ کی اسناد اور فقہائے مدینہ کی اسناد کو الگ الگ جمع کیا گیا ہے تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ ان تمام اقسام میں کون کون سے رواۃ سے اخذ کیا گیا ہے۔

4: روایت کے صحیح اور غیر صحیح ہونے میں امام مالک کا اسلوب انتہائی عمدہ ہے اور امام صاحب نے ایسے روایتی و درایتی اسلوب اختیار کیا ہے کے متاخر محدثین کے لیے ایک روشن راستے کی راہنمائی کر دی گئی ہے جنھوں نے انہی اصولوں کو بنیاد بناتے ہوئے احادیث کے ذخیرہ میں مزید اضافہ کیا۔

5: امام مالک نے صحت حدیث کے لیے ایک ایسا معیار قائم کر دیا جس میں مراسیل کو مطلق حجت سمجھنا، تعامل اہل مدینہ اور مصالحہ مرسلہ کے تحت کئی اقوالِ صحابہ و تعامل اہل مدینہ پر عمل کر کے اس کی حیثیت کو اجماع کی حیثیت دینا، امام مالکؒ کا بہترین اسلوبِ اخذ و تحدیث ہے اور متاخرین محدثین وفقہائے کرام کے لیے اور روشن مثال ہے۔

حوالہ جات

[1] السیوطی، عبدالرحمان، جلال الدین، الشافعی: تنویر الحوالك (ذیل موطا امام مالك) شركة مكتبه ومطبعة البابي الحلبي واولاده بمصر: 1370/1951ء، ج1، ص7

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من قعد حیث ینتہ به المجلس، دارالسلام، ریاض، 1999ء، حدیث66: ص16

[3] نفس المرجع، کتاب اللباس، باب حدیث5867: ص1033

[4] ابن صلاح، عثمان بن عبدالرحمان، مقدمه ابن الصلاح لعائشه عبدالرحمان شاطبی: قاهرة: دارالمعارف، س-ن، ص207

[5] نفس المرجع، ص207

[6] ابن عبدالبر، یوسف بن عبدالله، ابوعمر، النمری، الاندلسی: التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، میر محمد کتب خانہ، کراچی، 1967ء، ج1، ص19

[7] نفس المرجع: ج1، ص20

[8] ابن عبدالبر، التمہید: ج1، ص4-5

[9] ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی (تحقیق احمد شاکر)، قاھرۃ: دارالتراث، 1979ء، ج5، ص754

[10] قاضی عیاض بن موسی بن عیاض السبتی، ترتیب المدارك وتقریب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك، طبعه ثانیه المکتبة المغربیه، وزارة الاوقاف والشئون الاسلامی، 1403ھ، ج2، ص75

[11] مالك بن انس، الموطا بروایة یحیی بن یحیی اللیثی: (تحقیق ڈاکٹر بشارعواد معروف)، بیروت: دالغرب الاسلامی، 1997ء، حدیث2625، ج2، ص484-485

[12] ابن عبدالبر: التمہید، ج24، ص343

[13] ابو الولید الباجی(م:۱۰۸۱ھ): إحکام الفصول فی أحکام الاصول(تحقیق: عبدالمجید الترکی): بیروت: دارالغرب الاسلامی، 1987ء: ص388

[14] ابو عمرو بن صلاح، حافظ ابن الصلاح: رسالة وصل البلاغیات (تحقیق: ابو الفضل عبدالله بن محمد بن صدیق): حلب: مکتبه المطبوعات الاسلامیه، 1979ء: ص911-937

[15] ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، لاہور: دارنشرالکتب الاسلامیه: 1401ھ / 1981ء، ج3، ص101

[16] الموطا، کتاب الصلاۃ، حدیث517، ج1، ص267

[17] نفس المرجع، کتاب الاعتکاف، حدیث 896، ج1، ص430

[18] نفس المرجع، کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر517، ج1، ص276

[19] الموطا، کتاب الجامع، حدیث2626، ج2، ص485

[20] الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، بیروت: موسسة الرساله، 2001ء

[21] ابن القیم، محمدبن ابی بکر، الفروسیة المحمدیه(تحقیق: زائدبن احمد النشیری) مکة المکرمة: دارعالم الفوائد للنشر والتوزیع، ص221

[22] الذھبی: سیر اعلام النبلاء، ج3، ص211

[23] ابو عبدالله الحاکم: المستدرك علی الصحیحین المعروف مستدرك حاکم: بیروت: دارالمعرفة، س-ن، ج3، ص464

[24] ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ج3، ص211 / الاصابہ، ج2، ص374

[25] امام حاکم، ابو عبدالله: المستدرك علی الصحیحین، بیروت: دارالمعرفة، س-ن، ج3، ص646

[26] الذھبی: سیر اعلام النبلاء، ج3، ص211

[27] امام حاکم: المستدرك للحاکم، ج3، ص646

[28] شاه ولی الله، احمد بن عبدالرحیم، مقدمه: المسوی شرح الموطا، بدون الطبع والسنه، ج1، ص31

[29] قاضی عیاض: ترتیب المدارك، ج1، ص137

[30] ایضا، ص138

[31] ایضا

[32] ایضا، ج2، ص72

[33] ایضا، ج1، ص189